بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

پاکستان میں اس وقت نظریات کی جنگ تیز تر ہو چکی ہے۔ ہر چہار طرف سے مختلف لوگ اپنے اپنے افکار و خیالات کو لے کر میدان میں اتر چکے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انتخابات تک (اگر وہ ہوئے) یہ لڑائی اسی زور و شور سے نہ صرف جاری رہے گی بلکہ اس میں اور تیزی اور شدت بھی آ جائے گی اور پھر جو طبقہ بھی کامیاب ہو گیا اس کے اگلے چند برس بڑے اطمینان اور سکون کے گزریں گے۔

اس وقت یہ جنگ دو دھڑوں میں لڑی جا رہی ہے۔ ایک گروہ ان مختلف الخیال فقہی مدارس اور مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا ہے جو اس ملک کے بنیادی نظریے اسلام پر کامل و مکمل یقین رکھتے ہوئے اسے اپنی تمام امراض کا علاج اور اپنے تمام دکھوں کا مداوا سمجھتے ہیں اور اقتصادی، سیاسی اور عمرانی مسائل میں صرف اسی سے راہنمائی و راہبری طلب کرتے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں اور دوسرا گروہ ان لوگوں پر مشتمل ہے جو مختلف نظریات اور متضاد افکار رکھتے ہوئے اس ایک بات پر متفق ہیں کہ اسلام سے ان کے مفادات پر چوٹ پڑتی ہے اور اس کی موجودگی میں وہ اپنی خواہشات اور مرضیات کو پورا نہیں کر سکتے چنانچہ یہ لوگ فکر میں مشرق و مغرب کی دوری کے باوصف اس ملک سے اسلام کو دیس نکالا دینے کے لیے پوری قوت سے میدان میں نکل آئے ہیں۔ کبھی تو وہ اسلام کو صرف مسجد کا مذہب قرار دے کر اپنی ساختہ حدود میں مقید کرنے کے نعرے بلند کرتے ہیں اور کبھی سوشلزم کا نام لے کر ملک کے اقتصادی مسائل کا حل کارل، مارکس اور لینن کے فلسفہ میں محصور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کسی طرف سے سیاست میں اسلام کا نام لینے ہی کو جرم قرار دیے جانے کے مطالبے کیے جاتے ہیں۔

اس آویزش میں ہمیں جو بات کہنی ہے وہ یہ ہے کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اسلامی قوتیں اور جماعتیں غیر اسلامی جماعتوں کے اس اتحاد اور ایک مقصد کی خاطر اتفاق کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے اپنی صفوں میں بھی اتحاد و اتفاق کرنے کے لیے کوئی عملی اور ٹھوس قدم اٹھائیں؟ ورنہ اس ملک کے سرمایہ داروں اور اشتراکی کوچہ گردوں کی معمولی سی اقلیت اپنے سرمایہ اور بے راہرو آزاد افکار کی بدولت اسلام دوستوں کی عظیم اکثریت کو مفلوج اور بے بس بنا کر رکھ دے گی اور پھر کفِ افسوس ملنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اگر سرخ و سفید کفر یکجا اکٹھے ہو سکتے ہیں تو مومن محمد عربی علیہ السلام کے ناموس کے تحفظ پر کیوں متفق نہیں ہو رہے؟

فقہ الحدیث

پروفیسر ساجد میر ایم اے

مسائل طہارت

اَلسُّؤر ـــــ جوٹھی اشیائے کے مسائل

گذشتہ اشاعت میں پانی کی طہارت و پاکیزگی کے کچھ مسائل بیان ہوئے تھے۔ موجودہ قسط ایک لحاظ سے اس کا تتمہ ہے ـــــ پانی کی اقسام کے سلسلہ میں ایک قسم "مستعمل پانی" کا ذکر ہو چکا ہے اس کی تعریف یہ بتلائی گئی تھی ---------

لیکن اگر پانی وغیرہ کے کسی برتن یا حوض سے کوئی شخص وضو یا غسل کرنے کی بجائے اس کا ایک حصہ پی لے اور ایک حصہ بدستور برتن میں رہنے دے تو اصطلاح میں اسے استعمال شدہ پانی نہیں بلکہ جوٹھا پانی کہا جائے گا۔ فقہ السنہ میں ہے:

اَلسُّؤْرُ هُوَ مَا بَقِيَ فِي الْإِنَاءِ بَعْدَ الشُّرْبِ ـــ پینے کے بعد جو کچھ برتن میں بچ رہے وہ جوٹھ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا ایسے پانی سے طہارت (غسل، وضو، استنجاء وغیرہ) جائز و درست ہے۔ اس کا جواب تفصیل طلب ہے اور اس کے لیے جوٹھ کی مختلف اقسام سمجھنا پڑیں گی۔

۱۔ مسلمان کا جوٹھا

مسلمان، مرد ہو یا عورت، اس کا پس خوردہ اور جوٹھا پانی پاک ہے خواہ وہ جنبی ہو اور اسے غسل کی حاجت ہو اور خواہ عورت حائضہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں[۱] کہ ایک مرتبہ راہ چلتے ہوتے اچانک میرا سامنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ اس وقت مجھ پر شرعاً غسل واجب تھا اور میں ابھی نہایا نہ تھا۔ اس لیے میں راستہ سے کترا کر نکل گیا۔ دوبارہ ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا تم کدھر چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کیا:

لہ ۱: ۴۳ لہ صحیح بخاری

كُنْتُ جُنُباً فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ　میں جنبی تھا لہذا میں نے آپ سے میل جول اور آپ کی مجالست اس حالت میں پسند نہ کی

آپ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ　واہ! مومن بذات خود (انسا) ناپاک نہیں ہوتا۔

آپ کے ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ اس حالت میں بھی اگر کوئی پانی وغیرہ پیے تو بقیہ ناپاک نہیں ہو جاتا۔

اسی طرح حضرت عائشہ[1] فرماتی ہیں:

كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ فَأُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ　میں حالت حیض میں کسی برتن میں سے پیتی اور پھر وہ برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا دیتی۔ آپ نہ صرف اس سے پیتے بلکہ (از راہِ محبت) اپنا منہ برتن کے اسی مقام پر لگاتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ کا جوٹھا بھی پاک ہے۔

بعض لوگ اس سلسلہ میں بڑا تشدد کرتے ہیں اور نہ صرف حیض کے ایام میں بلکہ عام حالت میں بھی خاوند کو بیوی کے جوٹھے سے "پرہیز" کرائی جاتی ہے۔ اس کا کوئی جواز نہیں۔ ضمناً اس حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسنِ معاشرت اور ازواجِ مطہرات سے آپ کا مشفقانہ و محبت بھرا سلوک بھی ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ کافر کا جوٹھا

کافروں اور مشرکوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے[2]:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ　مشرک نجس و ناپاک لوگ ہیں۔

بعض لوگ اس آیت سے ظاہری نجاست مراد لیتے ہوئے مشرک و کافر کے جوٹھے کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔ امام ابن حزم[3] نے اس آیت کے علاوہ مذکورۃ الفوق حدیث "اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ" کے مفہوم مخالف سے استدلال کرتے ہوئے یہاں تک لکھا ہے کہ:

---

[1] صحیح مسلم [2] سورۃ التوبہ [3] المحلی ۱: ۱۳۰

" اگر کسی مسلمان کے نکاح میں کتابیہ (اہل کتاب) عورت ہو تو وہ اپنے کپڑوں اور بدن کو اس کے پسینہ، لعاب اور آنسوؤں وغیرہ سے بچائے کیونکہ یہ اس کے بدن سے خارج ہوتے ہیں اور اس کا بدن ناپاک ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز اسے لگ جائے تو ناپاک سمجھ کر دھو ڈالے۔"

مگر خدا کے دین میں اس قدر سختی قرین فہم معلوم نہیں ہوتی۔

یہ تو کافر و مشرک کی عمومی نجاستِ بدنی سے متعلق بات تھی۔ جہاں تک ان کے جوٹھے کا تعلق ہے اس کے متعلق امام صاحب اپنے مخصوص "ظاہری" انداز میں لکھتے ہیں [1]

وَسُؤْرُ كُلِّ كَافِرٍ .... إِذَا لَمْ يَظْهَرْ هُنَالِكَ لِلُّعَابِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ أَثَرٌ فَهُوَ طَاهِرٌ حَلَالٌ حَاشَا مَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ وَالْهِرُّ

حاصل اس کا یہ ہے کہ کافر و مشرک کا لعابِ دہن تو ناپاک ہے لیکن اگر اس کے جوٹھے میں اس کے لعاب کا اثر ظاہر نہ ہو تو جوٹھا پاک ہے! کھانے کا جوٹھے کی آمیزش سے بچے رہنا تو کسی حد تک سمجھ میں آتا ہے مگر پانی وغیرہ کا جوٹھا اس آمیزش سے کس طرح بچ سکتا ہے؟ اس کی کوئی تسلی بخش وضاحت امام صاحب نے نہیں فرمائی۔

ابن رشدؒ نے ظَاهِرُ الْكِتَابِ أَوْلَى أَنْ يُتَّبَعَ (کتاب اللہ کے ظاہر الفاظ کی پیروی کرنا زیادہ مناسب ہے) کے اصول کے پیشِ نظر مشرک کے جوٹھے کو ناپاک سمجھنے ہی کو ترجیح دی ہے اور جو لوگ اس کے برعکس رائے رکھتے ہیں۔ ان میں سے بھی بعض کا ایک مسلک یہ لکھا ہے کہ [2]

" مشرک کا جوٹھا ناپاک تو نہیں مگر مکروہ ہے اور اس سے بچنا افضل ہے۔" إِذَا كَانَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ جب کہ وہ شراب پیتا ہو۔

مگر فقہ السنہ میں مشرک کا جوٹھا پاک ہونے کی ایک بڑی عام فہم دلیل دی گئی ہے:

وَأَمَّا قَوْلُ اللهِ تَعَالَى (إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ) فَالْمُرَادُ بِهِ نَجَاسَتُهُمُ الْمَعْنَوِيَّةُ مِنْ جِهَةِ اعْتِقَادِهِمُ الْبَاطِلِ وَعَدَمِ تَحَرُّزِهِمْ مِنَ الْأَقْذَارِ وَالنَّجَاسَاتِ لَا أَنَّ أَعْيَانَهُمْ وَأَبْدَانَهُمْ نَجِسَةٌ"

---

[1] المحلی ۱۳۲ [2] بدایۃ المجتہد ۱: ۲۰ [3] ایضاً ۱: ۲۸ [4] ایضاً ۱: ۲۳